Tauseeq, Volume. 3, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v3i1.25
Received: 02-02-2022
Accepted: 22-04-2022
Published: 30-06-2022

روایاتِ میر: حقائق و مفروضات!

(Narrations about Mir: Facts and Assumptions)

ڈاکٹر امتیاز احمد*

Abstract:

This paper converses about the narrations, which are spread about Mir. Some of the chronicles are true and are true to Mir's poetic accoutrements, but because of the blind acceptance of many chronicles, the exact part of his word has disappeared from our eyes. The reason for this is that the Mir who is the real Mir could not appear before us. It was not the case that Mir's dominance was accepted by later people but was accepted by the people of his own epoch, nonetheless their basis was the same points that were considered during the publication of his selected Gazals. The paper therefore attempts to revisit four such basic assumptions: low and high of his poetic couplets, pessimism, general tone, and selection of Mir, in order to know the facts.

Key words: Mir, Pessimism, Common Speech, Poetry, Assumption .

اصل موضوع:[1]

قائم نے اپنے تذکرے *مخزنِ نکات* (40) میں میر کو "شمعِ انجمن عشق بازاں، فروغِ محفلِ سخن پروازاں، جامعِ آیاتِ سخندانی، مجمعِ کمالات، معجز طراز کرامت تحریر" کہا ہے۔ لچھمی نرائن شفیق *چمنستانِ شعرا* (262) میں انہیں "سر تاج شاعران این عصر و گلِ سرسبد" کہتے ہیں۔ وہ "افصح فصحائے زماں، شاعرِ دلپذیر سخن سنج بے نظیر" (حسن152؛ گردیزی 137) کہے گئے ہیں۔ امر اللہ اکبر آبادی (199) "میرِ میدان سخن و شیر پیشہ این فن است" مصحفی "شخصِ صاحب کمال- استادی ریختہ برو مسلم است" (203)۔ ذکا "سر آمدِ شعرائے ہند" (قلمی 378) ۔ لطف "نگینِ خاتمِ سخن آفرینی" (152) ۔ بے جگر "در رنگین خیالی طبیعتے دارد سر مشق بہار کشمیر" (قلمی)۔ یکتا "متکلم سحر کار، شاعرِ جادو کرار، سلطانِ اقلیمِ فصاحت، فرمان فرمائے کشورِ بلاغت" (22)۔ شیفتہ "افصح الفصحا، اشعر الشعرا،

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج شوپیان، کشمیر

سخن ورِ عالی مقام "(210)۔ باطن اکبر آبادی " مرشدِ شعر ادرۃ التاج اساتذہ فلک احتشام در غرر بحر اوستادان رفیع احترام لولوے شاہوار فصیحانِ ارفع التزام "(226) ۔ناصر لکھنوی "استادِ استاداں، امامِ سخن وراں، عدیم المثال، بے نظیر" (قلمی) جیسے فقیہ المثال القاب دیتے ہیں۔ آزاد نے انہیں اردو زبان کا جوہری(198) اور سعدی (202)، مولوی عبدالحق نے "سرتاجِ شعرائے اردو "(انتخاب)، سید امداد امام اثر سلطان المتغزلین کہتے ہیں(416)۔ سرور لکھتے ہیں "بڑی شاعری جذبات بھی برانگیختہ کرتی ہے اور ان کا تنقیہ بھی کرتی جاتی ہے۔ اس لئے میں میر کو تنقیہ (catharsis) کا بادشاہ سمجھتا ہوں "(76)۔ نارنگ کے بقول "میر اردو غزل میں کہنے اور سننے کی Oral روایت کے آخری امین ہیں، سننے یا سنانے کے انداز کے نمائندہ ہیں"(109- 110) ۔ میر صاحب کو خدائے سخن اور جدید ہندوستان کا قومی شاعر بھی کہا گیا ہے۔ شعرا نے ان کی استادی اور ان کے سامنے اپنی کم مائگی کا اعتراف اپنے شاعرانہ کلام میں بھی کیا ہے۔ ناسخ میر کی استادی میں کسی کا شبہ نہیں مانتے اور غالب معتقدِ میر نہ ہونے پر بے بہرہ ہونے میں ان کے ہم خیال ہیں اور ان کو اگلے زمانے میں ریختہ کے استاد قرار دیتے ہوئے ان کے دیوان کو 'گلشن کشمیر' سے مشابہ کہتے ہیں۔ خود انہیں اپنی ذات کے شاعر کا ادراک تھا۔ جس وجہ سے انہیں یقین ہے کہ لوگ ان کے ریختوں کو گلیوں میں پڑھتے پھریں گے اور ان کی باتیں مدتوں یاد کی جائیں گی کیونکہ وہ سارے عالم پر چھائے ہوئے ہیں اور ان کا فرمایا ہوا مستند ہے لہٰذا ان کے سخن کا شور ہر گز نہ جائے بلکہ تا حشر جہاں میں ان کا دیوان رہے گا۔[2]

رشید احمد صدیقی نے اسی بات کو کلیاتِ میر کے تعارف میں کہا ہے "اعتراض یا مذاق کرنے والوں نے غالب یا غالب کے کلام کو اپنا نشانہ بنایا لیکن آج تک میر سے بے تکلف ہونے کی کسی کی ہمت نہیں ہوئی--اردو کے مشہور شعرا کی پیروڈی Parody کی گئی، میر کی کسی نے نہیں کی" (23)۔ فاروقی نے محمد حسن عسکری کی تقریر کا جملہ نقل کرکے اس کو بڑی عمدہ بات قرار دیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "لوگوں نے اردو کے ہر بڑے شاعر کی عظمت سے انکار کیا ہے، مگر میر کا منکر ڈھونڈے سے ہی ملے تو ملے" (من از کلیات، 11) عسکری کہتے ہیں "زندگی کے متعلق جس قسم اور جس کیفیت کا شعور مجھے میر کے ہاں ملا ہے ویسا شعور میں نے انگریزی شاعری کے اپنے مختصر سے مطالعے میں کہیں اور نہیں پایا" (89)۔ فراق کے لئے میر کے بکھرے ہوئے آنسوؤں میں بحرِ حیات کی وسعتوں اور گہرائیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی شاعری فن کو صلیب پر چڑھا کر اسے پھر سے زندہ کر دیتی ہے۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی حقیقت یا محرک "خلوصِ تخیل" دنیا کے بہت کم شاعروں کو نصیب ہوا ہے۔ اسی سبب سے وہ میر کی شاعری میں سکوتِ سرمدی کے دل کی دھڑکنیں سنتے ہیں (85-87)۔ میر کے کلام میں ایجاز کا اعجاز جتنی بھرپور قوت سے ظاہر ہوتا ہے نثار احمد فاروقی کے نزدیک "وہ اردو کے کسی دوسرے شاعر کے ہاں نہیں مل سکتا"۔ (83) عشق مجازی کی کیفیات کو تجربے کی بھٹی میں ڈالنے سے جالبی کے بقول ان کی شاعری جادو کی پڑیا بن جاتی ہے (445)۔ مولوی عبد الحق (انتخاب) کی طرح دنیا کی شاعری میں اپنا نمائندہ بھیجنے کے لئے وہ میر جی کا ہی انتخاب کرتے ہیں اور سعدی و حافظ کے بعد روایتِ غزل کا تیسرا امتیاز نام ان کا لیتے ہیں (462)۔ احمد جاوید کی رائے میں بھی میر نہ صرف اردو کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ بلکہ غزل کی فارم میں اردو فارسی روایت کے دو تین سب سے بڑے شاعروں میں سے ایک ہیں۔ فارسی غزل گوئی کے سب سے بڑے شاعر میر کے برابر ہیں ان سے بڑے نہیں ہیں ('میر "58-00:00:19)۔

یہ تو وہ توصیفی باتیں تھیں جو میر کی شاعرانہ خوبیوں میں ہر دفعہ دہرائی جاتی ہیں اور ان میں بہت حد تک صداقت ہے۔ جیسا کہ اس مقالے کی تلخیص میں اشارہ کیا گیا ہے کہ میر کے ساتھ کئی مفروضات بھی جوڑے گئے ہیں ان کی تحقیق و تنقید میں ہمارے معتبر ناقدین نے نہایت ہی عالمانہ بحث کی ہے۔ مثلاً سب سے پہلا مفروضہ یہ ہے کہ میر کے ہاں 'بلندش بلند و پستش پست' ہے۔ آلِ احمد سرور کہتے ہیں کہ میر کے متعلق بہت کچھ سوچے سمجھے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ انہیں اس طرح میر کی شاعری کی "خصوصیات کے تعین اور ان کے مدارج کے متعلق بے شمار جزوی اختلافات" نظر آتے ہیں۔ ان کے بقول تذکروں کے تعارف، تحسین یا تنقیص کے "غبار میں حقائق کی کرنیں ضرور ہیں مگر اس زمانہ [ے][3] کے تہذیبی اور اخلاقی معیاروں نے تنقید کو تقریظ اور تجزیہ کو تاثرات کی ایک دلدل بنا دیا ہے"۔ ان کے نزدیک "میر پر لکھنے والوں میں پہلی معنی خیز تنقید مولوی عبد الحق کی ہے"۔ لیکن ان کی بیان کردہ سادگی و رنگینی سے بھی اختلاف ہے اور صحیح ہے کہ "سادگی و رنگینی بذاتِ خود کوئی بڑی چیز نہیں" بعد ازاں وحید الدین سلیم نے کلامِ میر کی اصلیت اور جادوِ بیان پر زور دیا (70-72)۔ اسی سبب سے وہ میر کے متعلق سارے بیانات کو بے چون و چرا تسلیم کرنے کو اچھا نہیں کہتے۔ آزاد کے بیان، میر کو

مطالعہ دنیا کی حاجت نہ تھی، کو بھی وہ صحیح قرار نہیں دیتے(82)۔ جمیل جالبی بھی میر کے متعلق فوق الفطری بیانات سے متفق نہیں، وہ لکھتے ہیں "میر دنیا سے بے تعلق نہیں تھے۔ اگر ہوتے وہ ایسی شاعری نہیں کرسکتے تھے جو آج بھی ہمارے لئے ایک زندہ تخلیقی عمل ہے" (402-403) ۔اس طرح کی باتیں عام ہوئی اور بعد کے ناقدین نے کلامِ میر کا مطالعہ کر کے نہیں بلکہ ناقدین کا مطالعہ کر کے انہی باتوں کو دہرایا ہے۔ یہ محض میر کے ساتھ ہی نہیں ہوا بلکہ ہر شاعر وادیب کے ساتھ ہوا ہے کہ اولین مطالعات میں جن باتوں کو دہرایا گیا ہے وہ پھر دہری ہی ہوتی چلی گئیں اور موٹاپے کی بیماری کا شکار ہو کے ان کا ضمیمہ بن کے رہ گئیں۔ نہ صرف ادب کی حد تک بلکہ جدید دور میں علم کا ہر شعبہ اس لت کا شکار ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحقیق کا غوغا زیادہ ہے اور تحقیق کم ہے بالخصوص ادب، سماجی علوم، صحافت کے شعبوں میں۔ نرم گفتاری کا شیوہ میر نے اختیار کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن ناقدین نے روایت کی پاسداری کر کے اس کو ان سے منسوب کر ہی دیا۔ فراق "اس شاعری کا اہم ترین پیام ٹھہراؤ" (85) قرار دیتے ہیں اور مجنون کے نزدیک بھی میر کے بیان میں ایک ٹھہراؤ ہے(میر)۔ انہی کی طرح جالبی (450) نے بھی اس ٹھہراؤ کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں "میر کا فن محض آرٹ نہیں ہے بلکہ فائن آرٹ ہے جس میں قدرتی بہاؤ کے ساتھ قدرتی ٹھہراؤ بھی ہے"۔ مظفر حنفی بھی کہتے ہیں "میر تقی میر کی شاعری نرم گفتاری سے عبارت ہے انھیں بلند آہنگی زیادہ پسند نہیں۔ وہ ملائم لب ولہجے کے غزل گو ہیں، صلابت کی جگہ لطافت، گھن گرج اور طنطنے کی جگہ چہکار، پر شور روانی کی جگہ مدھم بہاؤ، احتجاج کی جگہ خود سپردگی ان کے شاعرانہ لہجے اور طرز اظہار کو انفرادیت بخشتے ہیں"(73)۔ مولوی عبدالحق، فراق، مجنون، سید عبداللہ، قاضی افضال، سب بقول فاروقی اس stereotype سے آزاد نہ ہو سکے۔ فاروقی کا بنیادی اختلاف اسی دھیمے پن اور ٹھہراؤ سے ہے۔ میریات کے ضمن میں کلیدی کتاب *شعر شور انگیز* میں وہ لکھتے ہیں :

> میر کے بارے میں چونکہ یہ مفروضہ عام تھا کہ ان کا کلام بہت حزن انگیز ہے، اس لیے [لئے] یہ بھی فرض کر لیا گیا کہ ان کا آہنگ بھی بہت دھیما اور نرم ہو گا۔ چونکہ پہلا مفروضہ غلط ہے، لہٰذا دوسرا بھی غلط ہوا-- میر نے شاعری کے بارے میں عموماً اور اپنی شاعری کے بارے میں خصوصاً شور اور شور انگیزی اور بآواز بلند قرأت کا ذکر اس کثرت سے کیا ہے کہ یہ نتیجہ نکالے بغیر چارہ نہیں کہ شعر کے آہنگ کے سلسلے میں یہ باتیں میر کے یہاں مرکزی اہمیت بھی رکھتی ہیں۔

مزید وہ لکھتے ہیں کہ:

> میر ''شور'' کا لفظ کلیدی استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میر کا کلام نہ صرف روانی کی معراج کو پہنچا ہوا ہے بلکہ بلند قرأت کے لئے مناسب ہے، جس اعتبار سے میر انیس اور اقبال کے علاوہ میر کا ہم پلہ کوئی نہیں۔ وہ آہنگ کی پیچیدگی کے اعتبار سے صرف غالب کو میر کا ہم پلہ کہتے ہیں کیونکہ غالب کا آہنگ پر شکوہ اور بلند ہے، جب کہ میر کا آہنگ گونجیلا اور بلند ہے۔ وہ سرور پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ

انہیں "اس بات کا احساس تو ہے کہ میر کا آہنگ انفعالی اور پست نہیں، لیکن وہ میر کے stereotype سے اس درجہ متاثر ہیں کہ پھر بھی کہتے ہیں کہ میر کے یہاں "گونج اور گرج کے بجائے نرمی پر اصرار" ملتا ہے۔ "--اس لیے[لئے]وہ بہر حال میر کے یہاں یاس و حرماں کا ذاتی اظہار اور اس لیے [لئے]ان کے کلام میں "گونج اور گرج" کے بجائے "حزنیہ لے" اور "نرمی" ہی دریافت کر کے رہ جاتے ہیں"۔ فاروقی کی طرح نارنگ(109) بھی زبانی خواندگی کو کلامِ میر کے آہنگ کے سلسلے میں کلیدی اہمیت دیتے ہیں۔ فاروقی کی یہ بات صحیح ہے کہ "یہ بیانات اس لیے[لئے] 4 بھی مقبول ہیں کہ یہ میر کے اس stereotype یعنی مقبول، لیکن غیر حقیقی پیکر کو منعقد اور مستحکم کرتے ہیں جس کی رو سے میر سراپا یاس و حرماں ہیں، ان کی شخصیت منفعل اور شکست خوردہ نہیں تو شکست چشیدہ ضرور ہے"۔ ان تصورات کے پیچھے جو وجوہات ہیں وہ مغربی رومانی تصوراتِ شعر کے دھندلکے ہیں جو بالواسطہ وکٹوریائی ناقدین ہم تک پہنچے تھے۔

اسی طرح کے تصورات نے میر کے متعلق دوسرے مفروضے "قنوطیت" کو جنم دیا ہے۔ میر کے بارے میں یہ عام رائے کہ وہ یاس پرست تھے اور ان کی شاعری پر قنوطیت چھائی ہوئی ہے۔ وہ زندگی اور عشق دونوں کے حوصلے ہم سے چھین لیتے ہیں۔ مجنوں کو ہمیشہ اس سے اختلاف رہا(میر ہم) ۔ باقر مہدی کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ لغو بحث آج تک جاری ہے کہ میر قنوطی تھے یا نہیں؟ آخر وہ بے کسی اور بے بسی کا اتنا ماتم کیوں کرتے ہیں؟ ان سوالات کے جواب کے لئے ان کے مطابق یہ "یاد رکھنا ضروری ہے کہ میر کی شخصیت "صبر" کے خمیر سے ابھری تھی اور اس کا پہلا امتحان کامیاب عشق کی ناکامیاں تھیں" (تقی ہم)۔ سرور نشتریت، سادگی، قنوطیت، جیسے الفاظ کی نشاندہی کو ہی میر کے رنگ کی ترجمانی نہیں مانتے(73)۔ وہ اس طرح کی اصطلاحات کو بڑی گمراہ کن قرار دیتے ہیں۔(74) نارنگ اس کو ظلم کہتے ہیں (111)۔ بلکہ "ان کی مایوسی اور ناکامی، یاس و حرماں اور رنج و غم بھی ان کو قنوطی نہیں بنا پاتے" (سرور76)۔ وہ اردو میں قنوطیت کے سچے پرستار صرف فانی کو کہتے ہیں(80) ۔ نارنگ (123) اس شاعری کو "دردمند انسانیت کی آواز" قرار دیتے ہیں۔ جالبی کو وہ "ایک مضطرب روح کے مالک اور منتشر زمانے کے نمائندہ فرد" (404) نظر آتے ہیں۔ عسکری نے بھی اسی نظریے کو تسلیم کیا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنا مقابلہ دوسرے انسانوں سے کرتے ہیں۔ وہ زندگی سے مایوس یا بیزار نہیں ہوتے، بلکہ وہ تسلیم و رضا اور صبر و قرار کی تلقین کرتے ہیں (93،98)۔ اپنے مضمون کو وہ ان الفاظ "جب آدمی اپنی خودی کو کائنات، زندگی اور عام انسانوں کے سامنے نذر کر دے لیکن ساتھ ہی اپنی خودی سے مایوس اور بیزار بھی نہ ہو اور یہ رائے کوئی قنوطیت پسند اور یاس پرس آدمی نہیں دے سکتا"(99)، کے ساتھ مکمل کرتے ہوئے میر کے قنوطی اور یاس پرست والے نظریے سے اختلاف کرتے ہیں۔ فاروقی(125) انہیں انسانی رشتوں کے تعلق سے سب سے بڑا شاعر کہتے ہیں، لیکن عسکری کا میر کو انسانی تعلقات کی پیچیدگیوں کے مرادف قرار دینے کو نہیں مانتے، اور کہتے ہیں "بات شاید اتنی سادہ نہیں" (137)۔ سرور بھی انہی کے ہم خیال ہیں کہ میر نے انسان کی عظمت کا ترانہ گایا ہے۔ اور ان کے کلام میں

زندگی کی بھرپور بصیرت ملتی ہے۔ ان کے لئے میر ماحول کے مصورنے کی وجہ سے بڑے شاعر نہیں ہیں بلکہ زندگی کی گہری بصیرت سے جو احساس حاصل ہوتا ہے اپنے اشعار کو اس صفت سے لیس کرنے اور اس کے پیچھے کار فرما ذہنی دنیا کے دروازے وا کرنے کی بدولت بڑے ہیں۔ ان کے نزدیک ان میں ایک درد مند انسانیت کی فریاد اور ایک حساس و خود دار شخص کا ساخاموش گریہ ملتا ہے۔ وہ بترتیب میر کے یہاں عاشقی، غالب کے زندگی اور اقبال کے باعمل زندگی قدرِ اعلیٰ قرار دیتے ہیں(79،84،72، 81)۔ میرے نزدیک بھی یہ بنیادی فرق ہے۔ اقبال کے ضمن میں اگرچہ انہوں نے اس بات کو سرسری طور پر ہی کہا ہے لیکن بہت بڑی بات ہے۔ ایلیٹ کو نقل کرتے ہوئے وہ اُن کی بات کو پتے کی بات کہتے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ادب کیا ہے؟ جیسے سوال کا فیصلہ ادبی معیار سے کیا جاسکتا ہے، لیکن ادب میں بڑائی کے تعین کے لئے وہ ادبی معیار کو ہی کافی قرار نہیں دیتے بلکہ ان معیارات کو قرار دیتے ہیں جو زندگی میں بڑائی کا باعث ہوتے ہیں(82) ۔ اس تناظر میں دیکھیں تو اقبال سرِفہرست نظر آتے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر زندگی ہے لیکن زندگی کی یہ حیثیت تو جانوروں کو بھی حاصل ہے جیسا کہ عسکری "میر جی" (90) میں اس زاویے کو بتفصیل بیان کرتے ہیں۔ اقبال انسان کی زندگی کو انسانی زندگی بنانے کے خواہاں تھے۔ میں نے جہاں تک اقبال کی خودی کو سمجھا ہے تو وہ تین الفاظ میں سمائے قولِ محال کی صورت میں ہے 'انسان، انسان بنے'! یہ زینو کے "پیراڈوکزا" کی طرح ہی ہے لیکن کائنات کی حقیقت کو عیاں کرنے کا بہت ہی کامیاب اور اعلیٰ نسخہ! میر کہتے ہیں:

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا تھے گر دلِ بے مدعا ہوتے

الٰہی کیسے ہوتے ہیں جنہیں ہے بندگی خواہش
ہمیں تو شرم دامن گیر ہوتی ہے خدا ہوتے
(دیوان اول۔ ر، ی۔ غ، 481)

سر کسی سے فرو نہیں ہوتا
حیف بندے ہوئے خدا نہ ہوئے
(دیوان سوئم۔ ر، ی۔ غ،
(1261

غالب کا معاملہ دوسرا ہے:

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

(نسخہ

حمیدیہ،ر،ا،ص193)

اقبال کے لئے بندہ ہونا انتہائے کمال ہے:

متاعِ بے بہا ہے دردو سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی
(بالِ جبریل، غ۔

10)

اس راز کو میر نہ مرزا صاحب پاسکے۔ البتہ دل کی دادرسی میر کا ایسا امتیاز ہے، جس میں وہ مرزاو غالب کے میر ہیں ۔ میر بیتی کے ضمن میں ان کی شاعری کا تجزیہ کرتے ہوئے جالبی نے دو بنیادی علامتوں "دل اور دلی" (452) کا ذکر کیا ہے جن کے ذریعے وہ اظہار کرتے ہیں۔ وہ ان کے تخلص کو "زندگی کا استعارہ" کہتے ہیں (453) ۔انہوں نے اپنی ذات کا رونا رو کے کائنات کی ترجمانی کی ہے۔ دل کی صورت میں دلی اور دلی کی صورت میں دل کے مرثیے لکھے۔ جس کو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آپ بیتی کو جگ بیتی اور جگ بیتی کو آپ بیتی بنا دیا۔ یعنی جو دلی پہ گزری وہ میر پہ گزری اور جو میر پہ گزری وہ دلی پہ گزری۔ جب وہ اس کو بیان کرتے ہیں تو ہمیں یوں لگتا ہے کہ وہ ان پر نہیں بلکہ ہم پر بیتی ہے۔ گویا انہوں نے ہمارے ہی جذبات و احساسات کو زبان عطا کی ہے۔ ہم ان کو شعوری طور پر اندر ہی اندر محسوس کر رہے تھے مگر اظہارِ بیان سے قاصر تھے۔ میر نے اس کو بیان کر کے ہماری مشکلات کو دور کر دیا۔ اس لئے میر کی شاعرانہ خوبی یہ بن جاتی ہے کہ وہ ہمارے دکھ و درد میں شریک ہوتے ہیں یا ہم ان کو اپنے دکھ و درد میں شریک کر ہی لیتے ہیں۔ گرچہ اس شرکت میں سب سے زیادہ کمال غالب کو حاصل ہے۔ جہاں ہم زیادہ اپنائیت پاتے ہیں ۔ مگر غالب کے دور تک تو کوئی میر کا ثانی تھا نہیں جب وہ بھی شاعری کے آسمان پر چمکے تو ہمارے جذبات و احساسات کو نہ صرف ایک اور ترجمان مل گیا بلکہ ایک اور، اور نیا زاویہ بھی مل گیا۔ یوں بہت سے معاملات میں ہم ان دونوں کو قریب قریب ہی پاتے ہیں۔ اس زاویے سے میر کے جنون و شعور کی بات کریں تو انہوں نے جنون میں جس شعور کو برتا ہے وہ اتنی کمال کی صفت ہے کہ حکما کو اس کے لئے طویل طویل ریاض کرنے پڑتے ہیں:

خوش ہیں دیوانگی میر سے سب
کیا جنوں کر گیا شعور سے وہ
(دیوان ششم۔ ر، ہ۔ غ،

1871)

اس جنون وشعور میں انہوں نے کیفیاتِ عشق کو بہتر طور پر بیان کیا ہے۔ بالخصوص ہجرت، فراق، جدائی کا بیان ان کے کلام کی تاثیر کو بڑھاتا ہے۔ پھر خوبی یہ کہ اسلوب، الفاظ، مضامین تازہ برتتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ باقی شعرا تازہ مضامین نہیں برتتے! مراد یہ ہے کہ ان کے پھول کاغذی پھولوں کی طرح پھیکے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے ایسے گل بوٹے اُگائے ہیں جو آج تک بھی تازہ ہیں۔ جب کہ دوئم درجے کے شعرا کے یہاں مضامین پھیکے ہوتے ہیں اور اسلوب پوچ۔ کیفیات کے تعلق سے دیکھا جائے تو شاعرانہ دل سوزی، عاشقانہ گدازی، مجنونانہ ربودگی کے مزید براں بے ساختگی کا مظاہرہ میر کا طرہ ہے۔ یوں ان کی شاعری ہمارے دکھوں میں اضافا نہیں کرتی بلکہ اس میں ہمیں اپنے دکھوں کا مداوا ملتا ہے۔

دکھوں کے بیان سے مجھے ابنِ رشیق یاد آتے ہیں، ان کے نزدیک " الفقر آفۃ الشعر " 'فقر شعر کی آفت ہے'۔ ان کا خیال ہے کہ شاعری خوش حال اور صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ توجیہ میں وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی بات کو صداقت کے ساتھ پیش کرسکتے ہیں جب کہ محتاج دستِ نگر رہنے کی وجہ سے خائف رہتا ہے لہٰذا محتاج کے اشعار میں احساسات وجذبات کی صحیح ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ محمد جعفر احراری نے "یہ ابنِ رشیق کا محض اپنا گمان ہے "(39)، وجہ بیان کرتے ہوئے اس کو نکارا ہے کہ فن میں صرف مدحیہ قصائد ہی نہیں آتے۔ جو بھی ہو ابن رشیق کی بات نہ صرف ایک حد تک بلکہ بہت حد تک صحیح ہے اس کی عمدہ مثال ہمارے یہاں رومی واقبال ہیں۔ جب کہ میر وغالب اپنے کمال کے باوجود کہیں نہ کہیں اس فقر کی وجہ سے اپنی موزونیت سے ہٹ بھی گئے۔ واقعی اس طرح کے حالات سے انسان (جب وہ حساس بھی ہو) میں ایک طرح کا چڑچڑا پن پیدا ہوتا ہے۔ جالبی کے نزدیک یہ وہی مرض پسندی ہے جو انگریزی زبان کے رومانوی شاعروں کا طرہ امتیاز سمجھی جاتی تھی۔ وہ میر کی احساسِ کمتری کو ان کی شروع کی زندگی کی ناکامیوں کو کہتے ہیں (405،407) ۔ سردار احمد خان نے اپنے فاضلانہ مقالے میں میر کے اس رویے کے بابت کچھ اہم نکات کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں اکثر باتوں سے اتفاق لازم اور نااتفاقی جہل کے مترادف ہے۔ مزاج کے اعتبار سے میر رعونت پسند بن گئے لیکن شاعری میں عوامی رہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو میر کی قنوطیت کے دونوں پہلو عیاں ہوتے ہیں۔ زمانے کی ناسازگاری نے ان کو، جنہیں کہ کہا جاتا ہے 'قنوطیت والے اشعار' کہنے پر مجبور کیا لیکن ان کی مرض پسندی نے ان سے پرہیز برتنے میں رہنمائی کی۔ اس تند مزاجی کے کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں، آزاد نے لکھا ہے کہ "کسی شخص کا کمال یا بزرگی انہیں بڑی نہ دکھائی دیتی تھی "(195)۔ جالبی کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ " میر صاحب فطرتاً کینہ پرور تھے اور ان کے ہاں معافی کا کوئی خانہ نہ تھا"(413)۔ اور "نتیجہ کہ فاقے کرتے تھے۔ دکھ بھرتے تھے اور اپنی بد دماغی کے سایہ[ے] میں دنیا واہلِ دنیا سے بیزار گھر میں بیٹھے رہتے تھے" (آزاد206) ۔ اسی بد دماغی کے نتیجے میں میر نے اپنی مثنوی *اژدہانامہ* (آزاد208) / *اژدر نامہ* (جالبی 403) [5] لکھی۔ اس کو ایک مجلس میں پڑھا جس میں خود کو اژدر قرار دیا جو اس مثنوی کے

باقی کردار؛ سانپ، بچھو، کنکھجورا اور دوسرے حشرات الارض کو کھا جاتا ہے۔ شاہ حاتم کے شاگرد محمد امان نثار نے وہیں پر ایک قطعہ موزوں کر کے سرِ مشاعرہ پڑھ کر میر کی خوب جگتیں بھروائیں جس کا ایک بہت مشہور شعر یوں ہے:

حیدرِ کرار نے وہ زور بخشا ہے نثار
ایک دم میں دو کروں اژدر کے کلّے چیر کر

(آزاد208؛ جالبی403)

میر انسان تھے اور اسی معاشرے کے فرد جس میں ہم رہتے ہیں۔ مذکورہ اظہارات دکھوں سے لڑ بھڑنے کے طُرق تھے جن کو وہ آزماتے تھے لیکن اس سے ان کی قنوطیت ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے باصرار انکار اچھا ہے۔

ایک اور مفروضہ میر کے عام لہجے کے متعلق ہے۔ اس ضمن میں سرور و عسکری کی طرح نارنگ بھی میر کے متعلق پھیلائے گئے بہت سے بیانات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ میر عام لہجے کے شاعر ہیں، والے بیان کو وہ نظر کا دھوکہ کہتے ہیں اور میر کے آرٹ کو فریبِ نظر کی کیفیت رکھنے والا مانتے ہیں "اس کا کمال یہی ہے کہ اس آرٹ پر آرٹ کا شائبہ نہیں ہوتا یعنی سادگی کے ساتھ میر کی پُرکاری اس درجہ تہہ نشین ہے کہ بظاہر سادہ ہی معلوم ہوتی ہے" (103)۔ مظفر حنفی اس بناوٹ کو فطری بھولپن اور سادگی کا التباس کہتے (41)۔ اور نارنگ اس سادگی و سلاست والی شان کو تصویر کا صرف ایک رخ کہتے ہیں (105)، کیونکہ بول چال کی زبان شاعری کی زبان نہیں ہوسکتی (113)۔ اس لئے کہ اس طرح کی زبان صرف معنی قائم کرتی ہے جب کہ شعری زبان معنی در معنی کا پہلو دار نظام قائم کرتے ہوئے جمالیاتی حسن پیدا کرنے پر بھی قادر ہوتی ہے (116)۔ جالبی (441) نے یہ ذکر کیا ہے کہ "میر کا یہی کمال ہے کہ وہ بڑی سے بڑی بات کو بھی زندگی کی عام سطح پر عام جذبوں سے ملا کر دیکھتے ہیں--زبان عام بول چال کی زبان سے اتنی قریب ہے کہ اس سے زیادہ قربت کا تصور نہیں کیا جاسکتا"۔ فراق گورکھپوری کو جب میر "عالمگیر مقبولیت" کے حامل نظر آئے تو اس کا راز یہ بتایا کہ "ہمارے داخل ترین محسوسات کی اتنی فطری مصوری اور وہ بھی کم سے کم الفاظ میں، سادہ سے سادہ الفاظ میں، معمولی سے معمولی الفاظ میں اردو کا کوئی دوسرا شاعر نہیں کرسکا--میر کے یہاں ہر معمولی بات جتنی ہی معمولی ہوتی ہے اتنی ہی غیر معمولی بن جاتی ہے" (85-86)۔ نارنگ، فراق کے اس قول کا اعتراف کرتے ہیں کہ "میر کے یہاں عام زبان عام زبان نہیں رہتی" (114)۔ مزید وہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ میر اردو کے پہلے بڑے شاعر ہیں جن کے یہاں اردو کی جتنی شانیں، جتنے ذیلی اسالیب اور جتنی لسانی جہات ملتی ہیں اتنی بعد کے کسی شاعر کے یہاں نہیں ملتیں۔ غالب اور اقبال کی عظمت مسلّم، لیکن غالب یا اقبال کے شعری اسالیب میں اتنا لسانی تنوع نہیں ہے--میر نے اردو کے ایک روپ ایک رخ ایک سطح یا ایک پرت کو نہیں برتا پوری اردو کو برتا ہے۔ مستقبل کی اردو کے تمام شعری امکانات کی سیر میر کے یہاں ہو جاتی ہے--میر دراصل پوری اردو زبان کے پورے شاعر تھے۔ اس سے میری یہ مراد نہیں کہ میر کی

لفظیات سب سے بڑی ہے-پوری اردو سے مراد صرف ایک سطح نہیں ہے بلکہ اس کے تمام لسانی روپ اور پرتیں یعنی صرفی اور نحوی، صوتیاتی، اسلوبیاتی نیز عروضی ان تمام رخوں کو جیسا میر نے کھنگالا ہے اور زبان کے آئندہ کے امکانات کی جو بشارت دی ہے اس اعتبار سے پوری اردو زبان کے پورے شاعر کہلانے کا شرف میر تقی میر ہی کو حاصل ہو سکتا ہے۔(105،120- 121)

جالبی (464) اس سے متفق ہو کر کہتے ہیں کہ "میر کی شاعری خالص اردو زبان کی شاعری ہے" ۔اور فراق کہتے ہیں کہ میر کے ہاں ضمیر مخاطب "تم" کے استعمال میں تھرتھراہٹ اور اپنائیت کا عنصر اردو کیا، دنیا کی شاعری میں بھی کم ملے گی!(86)۔فاروقی میر کی بڑائی کو انہی صفات سے منسلک کرتے ہیں کہ وہ دیکھتے اور دکھاتے بہت ہیں بیان کم کرتے ہیں۔کمال یہ کہ جنسی مضامین کو معنی آفرینی کے لئے نہیں بلکہ ہنسانے اور خوش طبعی کے لئے استعمال کرتے ہیں(127)۔نثار احمد فاروقی کے نزدیک بھی "میر نے ایہام سے ہٹ کر ایک نیا طرز اختیار کیا جسے وہ "انداز" کہتے ہیں"(73) ۔نارنگ کے بقول میر نے اس کی وضاحت چھٹی شق کے ذیل میں کی ہے۔جو تمام صنائع پر محیط ہے اور وہ اسی وطیرے سے خوش ہیں۔لیکن "میریات کی تنقیدی بحث میں اس پہلو کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا گیا --سید عبداللہ نے میر کے "انداز" سے بحث کی لیکن انہوں نے بھی اسرار سادگی پر ہی کیا"(104)۔نثار ان کی نادرہ گوئی کی بھی داد دیتے ہیں کہ سودا کے مقابلے میں جب میر نے اس کو برتا تو انہوں نے الفاظ میں نئی وسعت اور نئے پہلو پیدا کئے۔اسی وجہ سے وہ انہیں لفظوں کے مزاج سے واقف(74) ۔لفظوں کے مصور (79) قرار دیتے ہیں، جو ان سے غیر معمولی کام لیتے ہیں(78)۔رشید احمد صدیقی کے نزدیک "میر اور دوسرے شعرا میں یہ فرق ہے کہ میر کی زبان ولہجہ کی تقلید کرنے والوں کا ہم احترام کرتے ہیں--شاید اس لئے کہ میر کی زبان میں " منافقت " نہیں کی جا سکتی" ۔وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اردو پر کتنا زمانہ گزر جائے اور یہ جتنی ترقی کرے "میر کی اردو ہمیشہ مقبول رہے گی اس لئے کہ میر کی زبان حسن و عشق کے ہر تصور کو واضح اور دلنشین بنا دیتی ہے -- میر نے ہم عصر نہیں ہمہ عصر روح کو گرفت میں لے لیا ہے۔یہ امتیاز دنیا کے چند ہی شاعروں کے نصیب میں آیا ہے۔کیا تعجب، میر جیسا شاعر پیدا کرنے میں 'فلک' کو 'برسوں' سے زیادہ 'پھرنا' پڑا ہو!"۔(24) امداد امام اثر یہ مانتے تھے کہ میر کے کلام سے زیادہ خوبصورت کلام اردو میں کہیں نہیں ہے خواجہ میر درد کو مستثنیٰ کر کے کسی کے میر کے کلام کی ہوا بھی نہیں لگی ہے(416)۔فاروقی، احمد محفوظ کی مرتب کردہ کلیات کی (تمہید 13-14) میں تررومال کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ولی کے بابت کہتے ہیں کہ "رسومیاتی معاملے کو مبالغہ یعنی استعارے کے عالم میں ڈال دینا ہے ۔یہ بجائے خود ایک کارنامہ ہے۔لیکن میر اس سے بڑا کارنامہ انجام دیتے ہیں کہ استعارے کے عالم کو روزمرہ کے عالم میں ڈال دیتے ہیں "۔نارنگ نے سودا اور میر کے دو اشعار کا تقابل کرتے ہوئے شعر میر میں معنویت، تصویریت، کیفیت، زبان کا تخلیقی استعمال، شاعر کی اپج، فطری جوہر، جوشِ جذبات اور زورِ تخیل کو کامیابی کی بنیادی کلید قرار دیا ہے(102)۔لہٰذا یہ سمجھنا کہ میر کی زبان ہماری بول چال جیسی اور لہجہ ہمارے لہجے جیسا ہے ایک مفروضہ ہے۔یہ تو شاعرانہ عوامل سے بھرپور زبان ولہجہ ہیں۔

ایک اور مفروضہ دیوانِ میر کے انتخاب کے متعلق ہے۔اثؔر کا کہنا تھا کہ میر صاحب کے چھ دیوانوں میں بہت سے اشعار ترک کرنے کے قابل ہیں (416)۔ ایسے ہی سرور کہتے ہیں " جس طرح غالب نے اپنے کلام کا انتخاب کیا تھا اسی طرح میر کے بھی کلام کا انتخاب ہوتا تو ان کی عظمت کا نقش اور گہرا ہو جاتا"(74)۔ساتھ ہی وہ بہتّر نشتر، جیسی اصطلاحات کو بڑی گمراہ کُن کہتے ہیں ۔ آزاد نے بہتّر کی رقم فرضی کہی تھی(198)۔فاروقی تو میر کو انتخاب کے شاعر نہیں مانتے، بلکہ میر انیس اور اقبال کی طرح کلیات کے شاعر مانتے ہیں (تمہید 17) ۔ فراق کے نزدیک بھی ان کے اچھے اشعار کی تعداد تین ہزار سے کم نہیں ہیں(87)۔ دراصل میر کے انتخاب والے اشعار میں اکثر متفق الرائے ہیں وہ اشعار خاص و عوام کی پسندیدگی کے معیار پر پورا اترتے ہیں ان میں میرے نزدیک ناقدین سے زیادہ عام قارئین کی پسند کا معیار درست ہے لیکن اگر ناقد بھی عام قاری کی سطح پر اتر کر میر کے انہی اشعار کو میر کی میری قرار دے دے تو یہ نہ صرف میر کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ ناقد کی اپنی ناقدانہ نا قدری بھی ہے اور اس پر بھی سوالیہ نشان قائم کرتی ہے۔ میر کو ہم فراق کی تاثراتی تنقید و شاعری کے زیرِ اثر نہیں پڑھ سکتے بلکہ ایک بہت ہی سنجیدہ فکر اور گہرے علمی درک کے ساتھ ان کا مطالعہ لازمی ہے تب ہی میر کی وہ پرتیں کھل سکتی ہیں جو اصلِ میر میں ہیں۔ سرسری جہاں سے گزرنا میر کو مارنے کے مترادف ہے۔ میر زندگی کی کشمکش کی علامت ہے ! اس کو موت کی سپردگی کے استعارے سے متعین کرنا زندہ در گور کرنا ہے۔مجھے نہیں لگتا یہ میر فہمی ہے اور اس پر اصرار کس طرح کی کج فہمی ہے مطالعہ میر اس سوال کا جواب خود مُہیا کرتا ہے۔

صورت پرست ہوتے نہیں معنی آشنا
ہے ذکر سے بتوں کے مرا مدعا کچھ اور
(دیوان دوئم۔ر، ا۔غ،810)

نوٹ:

1۔ مقالے میں ایم ایل اے نویں اشاعت 2021 کے مطابق تحقیق معیار کو بھرتا گیا ہے۔کچھ رخصتیں اردو کے مخصوص مزاج کی وجہ سے برتی گئی ہیں۔

2۔ شبہ ناسخ نہیں کچھ میر کی استادی میں
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں
(من از پیمانہ غزل،
121)

ریختے کے تمھیں استاد نہیں ہو، غاؔلب
کہتے ہیں' اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا
(حسرت، شرح دیوان۔ر، ا۔ص،45)

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں
(حسرت، شرح دیوان۔ ر، ن۔ ص،80)

حسرت نے پوری غزل کو اصل متن اور پہلا مصرع مذکورہ بالا طور پر نقل کیا ہے جب کہ *نسخہ حمیدیہ*، بزم ادبِ لاہور میں حمید احمد نے اس پوری غزل کو حواشی میں نقل کیا ہے اور پہلا مصرع یوں

ریختے کا وہ ظہوری ہے بقولِ ناسخ
"آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں" (151)

لکھا ہے۔ درج ذیل شعر حسرت کی شرح والے *دیوان* میں نہیں ہے البتہ *نسخہ حمیدیہ* اور *متداول* میں بھی ہے۔

میر کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب
جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں
(نسخہ حمیدیہ،151؛ متداول، 82 ر، ن)

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا
(من از پیمانہ غزل، 121)

سارے عالم میں ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا
(مثنوی ہجو نااہل)

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہر گز
تا حشر جہاں میں مرا دیوان رہے گا
(دیوان اول۔ر، ا۔غ،9)

پڑھتے پھریں گے گلیوں میں ان ریختوں کو لوگ
مدت رہیں گی یاد یہ باتیں ہماریاں
(دیوان اول۔ر، ا۔غ،297)

3- تلفظ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بعض اوقات املا میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔فارسی میں اسی قاعدے کے تحت 'ہ'، 'ے' میں بدل جاتا ہے اسی لئے چکوری قوسین میں [ے] لکھا ہے۔دراصل 'ہ' کو فارسی میں 'ے' پڑھا جاتا ہے، جب کہ اردو میں الگ الگ۔

4 ۔ لیے اور لئے کا املا دونوں طرح سے لکھا جاتا ہے میں نے 'لئے' اختیار کیا ہے۔جہاں دوسروں کی عبارت میں اس طرح 'لیے' لکھا گیا ہے وہاں اس کو چکوری قوسین میں [لئے] لکھا ہے۔

5۔ آزاد اور جالبی کے نزدیک اس کا املا مختلف ہے لہٰذا دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔اکثر نے اژدر لکھا ہے۔

حوالہ جات

1. آزاد، محمد حسین۔آب حیات۔اترپردیش اردو اکادمی، لکھنو،2003۔چھٹا ایڈیشن۔
2. اثر، امداد امام۔کاشف الحقائق (معروف بہ بہارستانِ سخن)۔مرتب وہاب اشرفی۔قومی کونسل، دہلی،1998۔دوسرا ایڈیشن۔
3. احمد جاوید۔گفتگو۔"میر تقی میر"۔یوٹیوب، اپلوڈ از احمد جاوید آفیشل، 8 اکتوبر،2015،
https://m.youtube.com/watch?v=1H6LRU0dtsU
4. اقبال، محمد۔"بالِ جبریل"۔کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور1994۔دوسرا ایڈیشن۔
5. باطن اکبر آبادی، حکیم میر قطب الدین۔گلستانِ بے خزاں معروف بہ نغمہ عندلیب۔نول کشور، لکھنو،1291ھ۔
6. بے جگر، خیراتی لال۔تذکرہ شعرائے اردو۔قلمی عکس مملوکہ مالک رام۔
7. جالبی، جمیل۔تاریخ ادب اردو۔ج،3۔ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، دہلی، 2013۔--ایڈیشن۔
8. خان، یوسف حسین۔اردو غزل۔دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ۔2010۔پانچواں ایڈیشن۔
9. ذکا، خوب چند۔عیار الشعرا۔قلمی عکس مملوکہ مالک رام۔
10. "ذوق، شیخ محمد ابراہیم"۔پیمانۂ غزل، مرتب محمد شمس الحق، ج، 1، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،2008، صفحات،136-139۔
11. سرور، آلِ احمد۔"میر کے مطالعے کی اہمیت "کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ج،1، دوسرا ایڈیشن۔قومی کونسل، دہلی،2003۔صفحات۔69- 84۔
12. شفیق، لچھمی نرائن۔چمنستان شعرا۔مرتب مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو،1928۔
13. شیفتہ، نواب مصطفیٰ خاں۔گلشنِ بے خار۔نول کشور، لکھنو،1910۔

14. صدیقی، رشید احمد۔ تعارف۔ "کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ج،1،دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی،2003۔ صفحات۔23-24۔

15. عسکری، محمد حسن "میر جی "کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ ج،1،دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی،2003۔ صفحات۔89-100۔

16. غالب، اسد اللہ خان۔ دیوانِ غالب مع شرح دیوانِ غالب "مقدمہ مفید مشتمل بر حالاتِ غالب و تنقیدِ کلامِ غالب "مرتب و شارح سید فضل الحسن حسرت موہانی ۔ الناظر پریس لکھنو،1916۔ ریختہ ای بک۔

17. دیوانِ غالب نسخہ حمیدیہ۔ مجلسِ ترقی ادب، لاہور1992۔

18. غیر متداول کلامِ غالب۔ مرتب جمیل عبد الواحد۔ غالب اکادمی، دہلی،2016۔

19. فاروقی، شمس الرحمٰن "چوں خمیر آمد بدستِ نانبا" کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ ج،1،دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی، 2003۔ صفحات۔ 125-142۔

20. تمہید۔ "کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ج،1،دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی،2003۔ صفحات۔11-22۔

21. تلخیص۔ "شعر شور انگیز"۔ قومی کونسل دہلی، اتوار، 3، جنوری، 2016،
http://ncpulblog.blogspot.com/2016/01/sher-e-shor- farooqi.html?m=1 .

22. "غالب اور میر مطالعہ کے چند پہلو"۔ سفینہ غالب۔ مرتبین محبوب الرحمٰن فاروقی؛ ابرار رحمانی۔ ڈائریکٹر پبلی کیشن ڈویژن، وزراتِ اطلاعات و نشریات حکومتِ ہند، دہلی،1997۔

23. فاروقی، نثار احمد۔ میر تقی میر۔ قومی کونسل، دہلی،2014۔ دوسرا ایڈیشن۔

24. فراق گورکھپوری "میر کی عالمگیر مقبولیت" کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ج،1،دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی،2003۔ صفحات۔85-88-

25. قائم، شیخ محمد قیام الدین۔ مخزنِ نکات۔ مرتب مولوی عبد الحق، انجمن ترقی اردو،1929۔

26. قدامہ بن جعفر۔ نقد الشعر۔ ترتیب و ترجمہ محمد جعفر احراری۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی،2008۔

27. گردیزی، شیخ فتح علی حسینی۔ تذکرہ ریختہ گویاں۔ مرتب مولوی عبد الحق، انجمنِ ترقی اردو،1933-

28. لطف، میرزا علی۔ گلشِ ہند۔ مرتبین شبلی نعمانی؛ عبد الحق۔ لاہور،1906۔

29. مجنون گورکھپوری۔ "میر اور ہم"۔ ریختہ، www.rekhta.org/ meer-aur-hum-majnoon-gorakhpuri. نئے سرے سے شائع شدہ۔ ملاحظہ بتاریخ12نومبر 2021۔

30. مصحفی، شیخ غلام ہمدانی۔ تذکرہ ہندی۔ مرتب مولوی عبد الحق، انجمنِ ترقی اردو،1933۔

31. مظفر حنفی۔ میر تقی میر۔ اردو اکادمی، دہلی،2009۔

32. مہدی، باقر "میر تقی میر اور ہم" جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ہندو پاک سمینار، مارچ 20،1983۔ / جامعہ، ستمبر ۱۹۹۷۔ ریختہ www.rekhta.org/articles/meer-taqi-meer-aur-hum-baqar-mehdi۔ نئے سرے سے شائع شدہ۔

33. مولوی عبدالحق۔ "مقدمہ انتخاب میر"۔ ریختہ، www.rekhta.org/articles/muqaddama-e-intekhab-e-meer-maulwi-abdul-haq-نئے سرے سے شائع شدہ۔ ملاحظہ بتاریخ12نومبر 2021۔
34. میر حسن۔ تذکرہ شعرائے اردو۔ مرتب حبیب الرحمٰن خان شیروانی، انجمن ترقی اردو، 1940۔
35. میر، تقی میر۔ کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ ج،1، دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی، 2003۔
36. نکات الشعرا۔ مرتب حبیب الرحمٰن شیروانی۔ نظامی پریس، بدایوں، 1966۔
37. ہجو، نااہلِ زبان زدِ عالم۔ ریختہ، ملاحظہ بتاریخ12نومبر 2021۔ www.rekhta.org/masnavii/meer-taqi-meer-masnavii-31 ۔ نئے سرے سے شائع شدہ۔
38. نارنگ، گوپی چند "اسلوبیاتِ میر "کلیاتِ میر، مرتب احمد محفوظ۔ ج،1، دوسرا ایڈیشن۔ قومی کونسل، دہلی، 2003۔ صفحات۔ 101-124۔
39. "ناسخ، شیخ امام بخش"۔ پیمانۂ غزل۔ مرتب محمد شمس الحق، ج،1، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2008، صفحات، 119-122۔
40. ناصر لکھنوی، سعادت خان۔ تذکرہ خوش معرکہ زیبا۔ قلمی، نسخہ آزاد لائبریری، علی گڑھ، 1261ھ۔
41. یکتا، احد علی خاں۔ دستور الفصاحت۔ مرتب امتیاز علی خان عرشی۔ رام پور، 1943۔

REFERENCES

1. Azad, Muhammad Hussain. *Aab-e-Hayat.* Uttar Pradesh Urdu Academy, Lucknow, 2003. 6th Edition.
2. Asar, Imdad Imam. *Kashif al-Haqaiq (maroof ba Baharistan-e-sukhan).* Muratib wahab ashrafi. National Council, Delhi, 1998. Dosra edition.
3. Ahmed Javed. Conversation. "Mir Taqi Mir". *YouTube*, Uploaded by Ahmed Javed Official, October 8, 2015, https://m.youtube.com/watch?v=1H6LRU0dtsU
4. Iqbal, Muhammad. "Ball Jibril". *Kaliyat Iqbal*, Iqbal Academy Pakistan, Lahore 1994. Dosra edition.
5. Batin Akbar Abadi, Hakim Mir Qutb-ud-din. *Gulistan Bay Khizan maroof ba Naghma-e-Andalib*. Nool Kishore, Lucknow, 1291 H.
6. Bejigar Kherati Lal .*Tazkira-e-Shoura-e-Urdu.* Qalmi Nuskha Ekse Mamluka Malik Ram.
7. Jalbi, Jamil. *Tarekh-e-Zuban-e-Urdu* . J,3. Educational Publishing House, Delhi, 2013. 2nd.Edition.

8. Khan, Yousuf Hussain. *Urdu Ghazal*. Darul Musanifeen Shibli Academy, Azamgarh. 2010. Fifth edition.
9. Zaka, Khoob chand, Ayar *al-shoara*- Qalmi Nuskha Ekse Mamluka Malik Ram.
10. "Zauq, Sheikh Muhammad Ibrahim". *Pyman-e- Ghazal*, Muratib Muhammad Shams-ul-Haq, J, 1, National Book Foundation, Islamabad, 2008, Safhat, 136-139.
11. Saroor Aal-e- Ahmed. "Mir kay Mutale ki Ahmiyat" *Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz. J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 69-84.
12. Shafiq, Lachmi Narayan. *Chamanistan Shoura.* Muratib Maulvi Abdul Haq, Anjuman Taraqi-e- Urdu, 1928.
13. Shefta, Nawab Mustafa Khan. *Gulshan-e-Bekhar*. Naval Kishore, Lucknow, 1910.
14. Siddiqui, Rashid Ahmed. Taaruf. "*Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz . J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 23-24.
15. Askari, Muhammad Hassan "Mir ji"*Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz . J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 89-100.
16. Ghalib, Asadullah Khan. *Dewan-e- Ghalib ma Sharah-e- Dewan-e Ghalib* " Mufed-e-Mushtamil Bar Halat-e- Ghalib wa Tanqeed-e-Kalam-e- Ghalib" Muratib-o- Sharayh Syed Fazal Al Hasan Hasrat Mohani. Al-Nazir Press Lucknow, 1916. Rekhta eBook.
17. Dewan *Ghalib Nuskha-e- Hamidia* . Majlis-e Taraqi-e- Adab, Lahore 1992.
18. *Gair Mutadavile Kalame Galib* . Muratib Jamil Abdul Wahid . Ghalib Academy, Delhi, 2016.
19. Farooqi, Shamar Rehman "Chon Kamir Aayad Badaste Nanba" *Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz. J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 125-142.

20. Tamhid. "*Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz . J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 11-22.
21. Talkhees. "*Shair Shor Angeez"*. National Council Delhi, Sunday, 3, January, 2016, http://ncpulblog.blogspot.com/2016/01/sher-e-shor- farooqi.html?m=1.
22. "Ghalib aur Mir kay Mitale kay chand Pehlo". *Safina Ghalib*. Muratibin Mehboob-ar-Rehman Farooqi; Abrar Rahmani . Director Publications Division, Wazrat-e- Italt-o-Nashriyat Government of India, Delhi, 1997.
23. Farooqi, Nisar Ahmed. *Mir Taqi Mir*. National Council, Delhi, 2014. Dosra edition.
24. Firaq Gorakhpuri"Mir ki Aalamgir Maqbooliyat" *Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz . J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 85-88-
25. Qaim, Sheikh Muhammad Qayamaddin. *Mukhzan-e- Nikat*. Muratib Maulvi Abdul Haq, Anjuman Taraqi-e- Urdu, 1929.
26. Qudaamah ibn Jafar. *Naqd al-Shair*. Tarteeb-o-Tarjuma Muhammad Jafar Ahrari. Iqbal Institute Kashmir University, 2008.
27. Gurdezi, Sheikh Fateh Ali Hussaini. *Tazkira-e-Rekhta Goyan.* Muratib Maulvi Abdul Haq, Anjuman Taraqi-e- Urdu, 1933-
28. Lutf, Mirza Ali. *Gulshan-e-Hind*. Muratibn Shibli Nomani; Abdul Haq . Lahore, 1906.
29. Magnoon Gorakhpuri. "Mir aur Ham". *Rekhta*, www.rekhta.org/ meer-aur-hum-majnoon-gorakhpuri. Naye sire se shuda November 12, 2021.
30. Mushafi, Sheikh Ghulam Hamdani . Tazkira-e-Hindi . Muratib Maulvi Abdul Haq, Anjuman Taraqi-e- Urdu, 1933.
31. Muzaffar Hanafi. *Mir Taqi Mir*. Urdu Academy, Delhi, 2009.
32. Mehdi, Baqir "Mir Taqi Mir aur Hum" *Jamia Millia Islamia main Hindopak Seminar, March 20, 1983. /University*, September 1997.

Www.rekhta.org/articles/meer-taqi-meer-aur-hum-baqar-mehdi.
https://www.rekhta.org/articles/meer-taqi-meer-aur-hum-baqar-mehdi-articles?lang=ur Republished

33. Maulvi Abdul Haq. "Muqadma intikhab-e-Mir". *Rekhta,* www.rekhta.org/articles/muqaddama-e-intekhab-e-meer-maulwi-abdul-haq-Newly Published See November 12, 2021.
34. Mir Hassan. Tazkira-e-Shoura-e-Urdu. Muratib Habib-ur-Rehman Khan Sherwani, Anjuman Taraqi-e- Urdu, 1940.
35. Mir, Taqi Mir. *Kaliyat Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz. J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003.
36. --*Nikat-al-Shaura*. Muratib Habib Rehman Sherwani. Nizami Press, Badayun, 1966.
37. *Huju, Na Ahl-e-Zuban Zad-e- Aalam.* Rekhta, mulahiza November 12, 2021. www.rekhta.org/masnavii/meer-taqi-meer-masnavii-31 Naye sire se shaya shuda.
38. Narang, Gopichand "Aslobyat-e- Mir" *Kaliyat-e- Mir*, Muratib Ahmed Mahfuz . J, 1, Dosra edition. National Council, Delhi, 2003. Safhat. 101-124.
39. "Nasikh, Sheikh Imam Bakhsh". Pyman-e-*Ghazal* Muratib Muhammad Shams-al-Haq, J, 1, National Book Foundation, Islamabad, 2008, Safhat, 119-122.
40. Nasir lakhnavi, Sadat Khan. Tazkira *Khush Mauriqa Zeba.* Qalmi, Nuskha-e-Azad Library, Aligarh, 1261 H.
41. Yakta, Ahad Ali Khan. *Dastoor Al Fasahat*. Imtiyaz Ali Khan Arshi. Rampur, 1943.